ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 2089-2094
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Life History of Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari and Maulana Muhammad Naeemuddin Muradabadi and the prominent features of his Qur'anic commentary, Zia-ul-Qur'an

پیر محمد کرم شاہ الازہری اور مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حالات زندگی اور ان کی تفسیر ضیاء القرآن کی نمایاں خصوصیات

Amir Nasrullah Khan
PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies & Research University of Science & Technology, Bannu
Dr. Abdul Qadoos (Corresponding Author)
Associate Professor, Department of Islamic Studies & Research University of Science & Technology, Bannu

Abstract
This article offers a comparative analytical study of two eminent South Asian exegetes, Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari and Maulana Muhammad Naeemuddin Muradabadi, focusing particularly on their biographical backgrounds and the distinctive features of their celebrated Qur'anic commentaries—Tafsir Zia-ul-Qur'an and Tafsir Khaza'in al-Irfan. Pir Karam Shah, a distinguished scholar trained at Al-Azhar University, combined classical Islamic scholarship with modern intellectual sensibilities. His tafsir reflects a balanced methodology that integrates linguistic precision, theological clarity, rational argumentation, and spiritual insight. Zia-ul-Qur'an is noted for its simple yet scholarly Urdu style, its reliance on authentic sources, its avoidance of sectarian bias, and its effective engagement with contemporary issues.
In contrast, Maulana Naeemuddin Muradabadi, an eminent scholar of the early 20th century, produced Khaza'in al-Irfan as a concise and reader-friendly commentary appended to Kanzul Iman. His tafsir is marked by its accessible language, deep spiritual tone, reliance on classical authorities, and focus on clarifying complex theological concepts for the general reader. Khaza'in al-Irfan also stands out for its brief but comprehensive explanations of difficult verses, emphasis on moral reform, and its strong connection to traditional Sunni scholarship.
By examining the scholars' life histories and exegetical approaches, this study highlights their significant contributions to Urdu Qur'anic literature and demonstrates how both works, despite differences in scope and style, serve as enduring models of scholarly depth, linguistic mastery, and spiritual guidance. The article concludes that Zia-ul-Qur'an and Khaza'in al-Irfan collectively enrich the Urdu tafsir tradition and continue to influence contemporary Qur'anic understanding in the Muslim world.

Keywords: *Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, Zia-ul-Qur'an, Maulana Muhammad Naeemuddin Muradabadi, Khaza'in al-Irfan, Urdu Qur'anic exegesis, Tafsir studies, South Asian Islamic scholarship, classical and modern tafsir methodology, linguistic analysis, theological interpretation, spiritual commentary, comparative Qur'anic studies.*

تعارف(Introduction)

برصغیر پاک و ہند میں قرآنِ مجید کی خدمت اور اس کی تفسیری روایت ایک طویل اور متنوع علمی پس منظر رکھتی ہے۔یہاں کے علماء نے نہ صرف عربی تفسیری ذخیرے سے استفادہ کیا بلکہ اپنی علمی بصیرت، فکری گہرائی اور روحانی تجربات کی روشنی میں اردو زبان میں ایسے شاہکار تخلیق کیے جنہوں نے عام مسلمانوں تک قرآن کا پیغام نہایت سادہ، بلیغ اور مؤثر انداز میں پہنچایا۔اس علمی روایت میں پیر محمد کرم شاہ الازہری اور مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی دو نہایت ممتاز شخصیات ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو تعلیمِ قرآن کے لیے وقف کیے رکھا اور اپنی گراں قدر تفاسیر کے ذریعے اردو تفسیری ادب کو ایک نئی جہت عطا کی۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر ضیاء القرآن اپنی سلیس زبان، مضبوط دلائل، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اسلوب اور جامعیت کے باعث اردو دنیا میں خاص مقام رکھتی ہے۔دوسری طرف مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر خزائن العرفان اختصار، روحانیت اور سادگی کے امتزاج سے عام قارئین کے لیے قرآن فہمی کا ایک قابلِ اعتماد ذریعہ بن چکی ہے۔دونوں اکابر علماء نے اپنی تفاسیر میں نہ صرف قرآن کے متن کی توضیح کی بلکہ اسلامی عقائد، اخلاقی تربیت اور روحانی اصلاح کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری:

پیر صاحب کا سوانحی خاکہ اور علمی خدمات درج ذیل ہیں:

پیر صاحب 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جولائی 1918ء کو بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب مشہور صحابی حضرت ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بھیرہ ضلع سرگودھا میں حاصل کی۔ اور 1936ء میں ہائی سکول بھیرہ سے میٹرک کیا۔ اور ساتھ ساتھ اپنے والد کے قائم کردہ مدرسے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں دینی علوم بھی حاصل کرتے رہے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں مولانا محمد قاسم، مولانا محمد دین بدھوی، اور مولانا محمد غلام محمود ساکن پپلاں ضلع میانوالی شامل ہیں۔

دورہ حدیث کے لئے آپ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں چلے گئے اور 1943 میں وہاں سے سند الفراغ حاصل کی۔ 1945ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے اور 1954 میں الازہر یونیورسٹی قاہرہ سے شہادۃ العالمیہ اور تخصص فی القضاء کی اسناد حاصل کیں۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد الازہری، محمد مصطفی شبلی اور احمد کی جیسے نامور ان شامل ہیں۔ فراغت کے بعد اپنے مدرسے دارالعلوم محمدیہ رضویہ میں درس دینا شروع کیا۔ اور ماہنامہ ضیائے حرم بھی جاری کیا۔

خواجہ محمد قمر الدین سیالوی سے بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پیر صاحب مختلف مناصب پر فائز رہے۔ چنانچہ آپ دارالعلوم کے مہتمم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کے صدر، مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے ممبر (1971 سے 1989 تک)، کمیٹی کے چیئرمین (1981 سے 1986 تک)، قائد اعظم یونیورسٹی کے سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبر (1986 سے 1992 تک) انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے ٹرسٹی (1981 سے 1985 تک) وفاقی شرعی عدالت کے جج (1980 سے 1982 تک) اور دیگر کئی مؤقر اداروں کے رکن رہے۔ صدر پاکستان نے آپ کو ستارہ امتیاز جبکہ مصری صدر حسنی مبارک نے حسن کارکردگی کا میڈل دیا۔

آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ "سنت خیر الانام، ضیاء القرآن (5 جلدیں) ضیاء النبی، (سیرت ایوارڈ یافتہ) 6 جلدیں، مقالات"۔

7 اپریل 1998ء کو علم و عمل کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ پیر صاحب بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر باہیں ہمہ فرقہ پرستی سے کوسوں دور تھے[1]۔

ضیاء القرآن کے چند نمایاں خصوصیات:

1. پیر صاحب نے جن اہم مقاصد کو پیش نظر رکھ کر تفسیر رقم فرمائی ہے۔ مقدمہ میں خود ان کی نشاندہی کی ہے۔ کچھ اہم مقاصد جو آپ کے پیش نظر رہے درج ذیل ہیں:

(الف) ہر دور میں امت مسلمہ کے ذہین افراد نے قرآن کے مختلف پہلوؤں پر تالیفات وتصنیفات کا قیمتی ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ لیکن میرے نزدیک قرآن کا ایک اہم پہلو ہدایت ہے۔ آج قرآن کے اس پہلو پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے قرآن کا یہ پہلو آج متروک ہے۔ یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ قرآن کے اس پہلو یعنی ہدایت سے بگڑا ہوا انسان سنور گیا اور پھر پوری کائنات کے لئے رحمت کی علامت بن گیا۔ چنانچہ افراد امت کو جھنجھوڑتے ہوئے آپ فرماتے ہیں، "اے درماندہ راہ قوم! قرآن

---

[1]۔ سید قاسم محمود، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص 793، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، جولائی 2014۔ محمد عبد الحکیم سرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت 1/274، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور بار اول، 1976ء۔

تمہیں عزت وعظمت کی بلندیوں تک آج بھی لے جاسکتا ہے بشرط یہ کہ تم اس کی قیادت قبول کرلو۔۔۔۔۔ دنیا کی امامت تمہاری متاع گم گشتہ ہے۔۔۔۔ قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا حکم ماننے کے لئے تیار ہو[2]۔

(ب) قرآن نے ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا ہے۔ اور یہ ضابطہ زندگی کے مانند وسیع ہے۔ انسان کا برتاؤ اپنے خالق اور مخلوق کے ساتھ کیسا ہو؟ اگر وہ برسر اقتدار ہے تو اس کی کیا فرائض ہیں؟ اگر رعایا ہے تو کیا ذمہ داریاں؟ دولت مند ہے تو اس کا طرز عمل کیا ہو؟ فقیر ومحتاج ہے تو کیسے زندگی گزارے؟ میں نے ان پہلوؤں کو واضح انداز سے سمجھانے کی کوشش کی ہے[3]۔

(ج) امت کا داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت وجماعت کا اختلاف ہے۔ جس کی وجہ سے یہ دو گرہوں میں بٹ گئے ہیں حالانکہ دین کے اصولولی مسائل پر دونوں کا اتفاق ہے لیکن طرز تحریر وتقریر میں بے اعتدالی کی بنیاد پر غلط فہمیوں نے جنم لیا ہے۔ میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ افراط وتفریط سے گریز کرتے ہوئے مسلک حق کی صحیح ترجمانی کروں تاکہ غلط فہمیوں کے جو پردے حائل ہو چکے ہیں وہ ہٹ جائیں اور حق واضح ہو جائے[4]۔

(د) قرآن مجید کے تراجم عموماً دو قسم کے ہیں۔ لفظی اور بامحاورہ۔ میں نے ان میں درمیانی راہ اختیار کی ہے اور دونوں کو یکجا کیا ہے۔ تاکہ تسلسل بھی برقرار رہے اور ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے بھی موجود ہو۔ یعنی ترجمانی[5]۔

2۔ ہر سورۃ کی تفسیر کرنے سے پہلے آپ نے اس کا تعارف قلم بند کیا ہے۔ جس میں اس سورت کا زمانہ نزول مکی یا مدنی ہونا، شان نزول، سورت کے اہم مضامین کا خلاصہ اور اس سورت میں کوئی اہم تاریخی یا سیاسی واقعہ مذکور ہے تو اس کا پورا پس منظر اور آخر میں درس عبرت ونصیحت کا بیان ہے۔

3۔ قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں بریلوی مکتب فکر اور دوسرے مکاتب فکر کے درمیان اختلاف ہے وہاں پیر صاحب افراط وتفریط سے بچتے ہوئے معتدل نکتہ نگاہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ آپ بریلوی مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس سلسلے میں سورۃ الانعام آیت 50: "قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ "۔ ترجمہ "نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ خود جان لیتا ہوں غیب کو" کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ کفار کو یہ بات سمجھنا آسان نہ تھا کہ انسان بھی نبی ہو سکتا ہے ان کی ذہنیت اس قسم کی تھی اور اس سے بلند تر فضاء میں ان کو پرواز کرنے کی ہمت نہ رہی تھی۔ اس لئے جب آپ ﷺ نے اپنی دعوت شروع کی تو وہ بچوں کی طرح شرطیں لگانے لگے کہ ان کی مالی حالت بہتر ہو جائے۔

حالات بہتر ہو جائیں، تپتے ہوئے صحرا گلشن وگلزار بن جائیں، چشمے اُبلنے لگیں اور سرسبز کھیتیاں لہلہانے لگیں آپ نے فرمایا، معجزات کے باوجود میں خدا بننے کا دعویدار نہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کی قدرت کے سارے خزانے میرے تصرف میں ہیں خود اپنی مرضی سے ان میں تصرف کر دوں یا مجھے غیب کا خود بخود علم ہو جاتا ہے اور اللہ کے بتلائے بغیر میں ہر غیب کو جانتا ہوں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں۔

(4) پیر صاحب اپنی تفسیر کے مصادر ومراجع کے اخذ وقبول میں بڑے وسیع الظرف واقع ہوئے ہیں جہاں آپ کے ماخذ میں کشاف، طبری، بیضاوی، روح المعانی وغیرہ کے حوالے شامل ہیں وہاں دیگر مکاتب فکر کے اہل علم اور معاصر علماء کے حوالے بھی ملتے ہیں جیسے تفہیم القرآن (مولانا مودودی)، خزائن العرفان (مولانا نعیم الدین مراد آبادی)، ترجمان القرآن (مولانا ابو الکلام آزاد)، تفسیر ماجدی (مولانا عبد الماجد دریابادی)، تفسیر عثمانی (مولانا شبیر احمد عثمانی) وغیرہ۔

(5) تفسیر ضیاء القرآن ادبی محاسن کا شاہکار ہے الفاظ کی بندش، روزمرہ اور محاورے کا برمحل استعمال، الفاظ کے ذریعے تصویر کشی اور مضمون آفرینی اتنی خوبصورت ہے کہ قاری مفسر کی علمیت اور ادبیت کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے، اردو کے جن تفاسیر نے ادبی ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا ہے ان میں ضیاء القرآن بھی شاندار حیثیت کا حامل ہے۔

مثلاً سورۃ الانشراح کے تعارف کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو۔

---

[2]۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ ضیاء القرآن مقدمہ ص،9، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ 1402ھ۔

[3]۔ ایضاً، ص10۔

[4]۔ ضیاء القرآن، مقدمہ، ص11۔

[5]۔ ایضاً ص12۔

نبی کریم ﷺ نے دعوت توحید کا آغاز کیا تو مکہ کی ساری فضا سلگنے لگ گئی لوگوں کے اطوار بدل گئے، ہر چہرہ پر نفرت، ہر آنکھ میں عناد کے شعلے ناچنے لگے ان سراسر ناموافق حالات میں قلب نبوت کیلئے راحت و سکون کا اگر کوئی پیغام ہو سکتا ہے۔ تو وہ اس کے کریم پروردگار کا ارشاد ہی ہو سکتا تھا۔ اس سورت کے ہر آیت میں ایک عظیم احسان کا مژدہ۔ ہر آیت میں دلجوئی اور بندہ نوازی اپنے جوبن پر ہے۔ جس سے اپنوں نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں۔ جس کی شمع حیات کو بجھانے کے لئے تند آندھیاں امڈ رہی تھیں۔ اس کو یہ بشارتیں دی جا رہی ہیں کہ "ورفعنا لك ذكرك" ترجمہ: "اے حبیب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے"۔ عرب کے ریگزاروں میں ہی نہیں، دنیا کے مشرق و مغرب میں ہی نہیں، بلکہ فراز عرب پر بھی تیرے ذکر پاک سے بہار کا سماں ہو گا۔ جہاں جہاں خالق کائنات کا ذکر ہو گا وہاں وہاں باعث تخلیق کائنات کے زمزمے بھی فردوس گوش بنیں گے[6]۔

(6) ضیاء القرآن کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک آتا ہے پیر صاحب کی تحریر سے محبت اور عقیدت کی جھلک ظاہر ہوتی ہے۔ کوئی ایسا لفظ نہیں لاتے جس سے بے ادبی کا احتمال ہو۔ ملاحظہ کریں سورۃ الضحیٰ: آیت 7: "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" پیر صاحب کتنا خوبصورت ترجمہ کرتے ہیں۔ "اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچایا"۔

"ضالا" کی تفسیر میں پیر صاحب نے اس لفظ کے مختلف معانی بیان کئے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ رسالت سے پہلے بھی آپ ﷺ نے کبھی شرک نہیں کیا۔ سورۃ النجم کی آیت "مَا ضَلَّ" سے بھی آپ ﷺ کی عقیدہ اور عمل کی گمراہی کی نفی ہے۔ اس لئے ان آیات کے ہوتے ہوئے اور تاریخ کی ناقابل انکار صداقتوں کے باوجود "ضالاً" کا معنی گمراہ یا بھٹکا ہوا کرنا خود بڑی ضلالت ہے[7]۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی:

صدر الافاضل، مولانا نعیم الدین مراد آبادی یکم جنوری 1887ء کو مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر کے ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا محمد معین الدین سے پڑھیں۔ مولانا شاہ گل محمد سے مدرسہ امدادیہ میں درس نظامی مکمل کی اور دورہ حدیث پڑھا۔ آپ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بھی شاگرد رہے۔ انہی سے خلافت حاصل کی اور صدر الافاضل کا خطاب ملا جو آپ کے نام کا مستقل جزو بن گیا۔ مناظروں میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آریوں، عیسائیوں، روافض، قادیانیوں اور غیر مقلدین کے ساتھ آپ نے کئی کامیاب مناظرے کئے۔ آپ مولوی ابوالحسنات کے پاس لاہور چلے آئے۔ اور دینی اور قومی تحریکوں میں سرگرم حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ اس سلسلے میں 1924ء میں مراد آباد سے السواد الاعظم کے نام سے ایک ماہنامے کا اجراء کیا اور دو قومی نظریے کا پرچار کیا۔ قرارداد پاکستان کے منظور ہونے میں بھی فعال کردار ادا کیا۔ دینی علوم کی تعلیم کے لئے مراد آباد میں مدرسہ نعیمیہ قائم کیا۔ اس طرح شدھی تحریک کے خلاف "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد رکھی۔ 1948 میں دوبارہ پاکستان آئے اور اسلامی دستور کا خاکہ تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن مراد آباد واپس جا کر علیل ہو گئے۔ اور 23 اکتوبر 1948 کو وفات پا گئے۔ اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مدفون ہوئے۔

آپ کی تصانیف میں "خزائن العرفان، دیوان اردو، سیرت صحابہ، سانحہ کربلا، آداب الاخیار وغیرہ مشہور ہیں[8]۔

تفسیر خزائن العرفان کی نمایاں خصوصیات:

خزائن العرفان مکمل ایک جلد میں وہ تفسیری حواشی ہیں جو مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اپنے اُستاذ مولانا احمد رضا خان کے ترجمہ قرآن بنام کنزالایمان کے تفسیر کے طور پر لکھے۔ مقالہ نگار کے پاس یہ تفسیر مکمل ایک جلد میں موجود ہے، جسے پاک کمپنی لاہور نے شائع کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب بریلوی مکتبہ فکر کے بانی ہیں اور اس سلسلے میں آپ کے عزیز شاگرد مولانا نعیم الدین مکمل طور پر آپ کے ہم خیال ہیں۔ اس لئے حواشی میں آپ نے مولانا بریلوی کے نظریات کی بھرپور تائید اور تشریح کی ہے۔ اپنے استاد کے ترجمہ کی تائید میں احادیث بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔ حدیث کا پورا متن قلم بند نہیں کرتے۔ بلکہ صرف تائیدی ٹکڑے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قوسین میں احادیث کے ماخذ کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ اس تفسیر کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

---

[6]۔ ضیاء القرآن 5/595۔

[7]۔ ایضاً 5/589۔

[8]۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا 2/1527، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، جون 2013۔ انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص 1008، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، جون 2013۔

1۔ یہ تفسیر ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان کی تائید و تشریح ہے اس لئے جہاں اس میں معتبر اور مستند حوالے ہیں وہاں بعض اوقات موضوع احادیث بھی ہیں۔ مثلاً سورۃ الطارق کے شان نزول میں لکھتے ہیں۔ "ایک رات ابو طالب حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے۔ ابھی حضور ﷺ اسے کھا رہے تھے کہ ایک تارا ٹوٹا۔ ابو طالب گھبرائے اور کہا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تارا ہے جس سے شیطانوں کو مارا جاتا ہے۔ ابو طالب حیران ہوئے اور اس سورت کا نزول ہوا[9]۔ مذکورہ روایت کو اردو کے دوسرے مفسرین میں سے کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ اس روایت کو کلبی نے نقل کیا ہے۔ اور وہ محدثین کے نزدیک کذاب ہیں۔ لہذا یہ روایت موضوع ہے۔

2۔ اس ترجمہ و تفسیر میں دوسرے تراجم اور تفاسیر سے جو فرق نظر آرہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بریلوی حضرات بعض مسائل میں جمہور علماء سے الگ تھلگ راہ اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ مسائل یہ ہیں۔

نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ ذبح غیر اللہ جائز ہے۔ اولیاء اللہ دور سے سنتے اور مدد کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ مختار کل، عالم ماکان و مایکون اور نور ہیں۔ آپ کو بشر کہنا کافروں کا وطیرہ ہے۔ وغیرہ۔ ان نظریات کی وجہ سے علماء نے آپ سے اختلاف کیا۔ اور رابطہ عالم اسلامی نے اس ترجمے اور تفسیر پر پابندی لگائی۔

3۔ مفسر اپنے مسلکی نظریے کا بڑی شد و مد سے پرچار کرتے ہیں۔ اگرچہ جمہور علماء اس کا خلاف کیوں نہ کریں۔ بعض اوقات تو بالکل دور از کار تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ جس کا آیت سے کسی طرح بھی جوڑ نہیں ہوتا۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت 8:"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُـمْ بِمُؤْمِنِيْنَ" ترجمہ:"اور لوگوں میں سے کچھ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان لانے والے نہیں" اب اس کی تفسیر ملاحظہ ہو:

"یہاں سے تیرہ آیات منافقین کے شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور ظاہر میں مسلمان۔ اللہ نے فرمایا وہ مومن نہیں۔ مسئلہ: اس سے ظاہر ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کے مدعی ہیں مگر ان کا عقیدہ کافروں کا ہے سب کا یہی حکم ہے۔ کہ اسلام سے خارج ہیں۔۔۔۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے کمالات اور فضائل کا انکار ہے۔ اس لئے قرآن میں جگہ جگہ انبیائے کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے[10]۔

اس قدر تشدد ٹھیک نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث اس نظریے کے مخالف نظر آتی ہے۔ مثلاً سورۃ الکھف آیت 110:"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" ترجمہ:"کہہ دو میں تمہاری طرح کا بشر ہوں"۔

حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:"كان بشرا من البشر" ترجمہ:"آپ ﷺ دوسرے انسانوں کی طرح بشر یعنی انسان تھے"[11]۔

4۔ اپنی تفسیری حواشی میں مولانا نعیم الدین جہاں فقہی مسائل بیان کرتے ہیں وہاں مذاہب اربعہ کے اختلافات سے بالکل تعارض نہیں کرتے۔ بعض مقامات پر جمہور علماء سے بالکل الگ راہ اختیار کی ہے۔ مثلاً ایسا جانور جسے صرف اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں اسے کسی ولی یا آستانے سے منسوب کیا گیا ہو۔ اسے وہ جائز خیال کرتے ہیں۔

چنانچہ سورۃ المائدہ کی آیت 3:"وما اهل لغير الله به" کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ یا وہ جانور جن سے اولیاء کی روحوں کو ثواب پہنچانا مقصود ہو ان کو ذبح کرتے وقت اولیاء کے ناموں کے ساتھ منسوب کیا جائے مگر ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام لیا جائے وہ حلال اور جائز ہیں۔ وہابی جو ذبح کے وقت کی قید نہیں لگاتے وہ اس آیت کے غلط معنی کرتے ہیں[12]۔ حالانکہ دوسری تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر، ابن کثیر، تفسیر طبری اور تفسیر عزیزی میں وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کسی جانور کو اولیاء کے نام سے منسوب کیا گیا اگرچہ ذبح کے وقت اسے اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا پھر بھی وہ حرام ہے[13]۔

خلاصۃ البحث:

---

[9]۔ صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، کنز ایمان مع خزائن العرفان، ص1065، پاک کمپنی لاہور، سطن۔

[10]۔ خزائن العرفان: ص4۔

[11]۔ صفدر، مولانا سرفراز خان، تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین (بحوالہ شمائل ترمذی) ص58، مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ، فروری 2010ء۔

[12]۔ خزائن العرفان ص192۔

[13]۔ تنقید متین۔ ص105۔

مذکورہ بحث برصغیر کے دو نامور مفسرین پیر محمد کرم شاہ الازہری اور مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی علمی و دینی خدمات کا تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے۔دونوں علماء نے اپنی گہری بصیرت، مضبوط علمی پس منظر اور متنوع فکری تجربات کی روشنی میں اردو زبان میں ایسی تفاسیر مرتب کیں جنھیں اردو تفسیری ادب میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر "ضیاء القرآن" سادگی، رواں اسلوب، مستند مصادر کے استعمال اور عصرِ حاضر کے فکری تقاضوں سے ہم آہنگ تشریحات کے سبب ممتاز ہے۔ان کی شخصیت میں روحانیت، علمی وقار اور اعتدال پسندی کا حسین امتزاج جھلکتا ہے، جس کا اثر ان کی تفسیر میں بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔

دوسری جانب مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر "خزائن العرفان" اپنے اختصار، دقیق نکات کی واضح تشریح، اعتقادی مضبوطی اور عام فہم زبان کے باعث عوام و خواص میں یکساں مقبول ہے۔یہ تفسیر قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ اصلاحِ قلب اور تربیتِ اخلاق کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتی ہے۔

تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ دونوں تفاسیر اپنے انداز، وسعت اور اسلوب میں مختلف ہونے کے باوجود اردو تفسیری روایت کے دو اہم علمی سرمایے ہیں۔دونوں مفسرین نے اپنے اپنے ذوق اور علمی میدان کے مطابق قرآنِ مجید کی خدمت کی اور قارئین کو فہمِ قرآن کے دو مضبوط اور معتبر راستے فراہم کیے۔